حالاتِ حاضرہ کا عکس ایک صاحبِ نظر کے زاویہ سے

آئینۂ ایّام



پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن

رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ، رضویہ، پاکستان

حالاتِ حاضرہ کا عکس ایک صاحبِ نظر کے زاویہ سے

آئینہ ایام

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن

رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ، رضویہ، پاکستان 0300-9415300 0321-9415300

نام کتاب	:	زاویۂ نظر
مصنف	:	پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن
اشاعتِ اول	:	
قیمت	:	495روپے
کمپوزنگ	:	مولانا یاسر رحمان

☆......ناشر......☆

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ پاکستان

صوفی اسلام

تصوف دراصل قلب وذہن کی پاکیزگی (جسے قرآن مجید میں ''تزکیہ'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے)، روحانی جِلا، اِخلاص، تسلیم ورضا اور اعمال وعبادات میں درجۂ احسان کا نام ہے، جسے حدیثِ جبرائیل میں رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت حضوریِ قلب کے ساتھ اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اپنی بصارت کی نارسائی کے سبب اسے نہیں دیکھ پاتے، تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے''۔ یہی روحِ تصوف ہے۔

جہادِ افغانستان کے دوران امریکا اور پوری مغربی استعماری دنیا اس کی پشت پناہ بھی تھی اور اس کے لیے تمام تر مالی اور حربی وسائل بھی فراہم کیے جارہے تھے، عالمی میڈیا اس کی حوصلہ افزائی کررہا تھا۔ دنیا بھر سے مجاہدین کو لاکر صوبۂ خیبر پختونخوا اور قبائلی علاقے میں جمع کردیا گیا، جن میں عرب، ازبک، تاجک، افریقی اور محدود تعداد میں سفید فام لوگ بھی شامل تھے۔ سوویت یونین، جس کا سرکاری نام ''یونین آف سوویت سوشلسٹ ریپبلک'' تھا، مشترکہ دشمن قرار پایا۔ مسلمانوں کے نزدیک اس لیے کہ سوویت یونین نے ایک مسلم ملک افغانستان پر فوج کشی کی تھی اور امریکا اور مغربی دنیا اس لیے کہ ان کے سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کو سوویت یونین کے آمرانہ اور اشتراکی نظام سے خطرات لاحق تھے۔

آخرِ کار سوویت یونین نے افغانستان سے اپنی بساط لپیٹی اور بعد ازاں دنیا کے نقشے پر اُس کا نام بھی باقی نہ رہا۔ کئی نئے آزاد ممالک دنیا کے نقشے پر ابھر کر سامنے آئے۔ مثلاً وسطی ایشیا کے ممالک ازبکستان، تاجکستان، قزاقستان، کرغیزستان، آرمینیا اور آذربائیجان، مشرقی یورپ کے ممالک: یوکرائن، جارجیا، پولینڈ، چیکوسلاویکیا، بیلاروس وجود میں آئے۔ دیوارِ برلن گری اور عوامی جمہوریہ جرمنی (سابق مشرقی جرمنی) وفاقی جمہوریہ جرمنی میں ضم ہوا اور متحدہ جرمنی وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ لٹویا، مالدووا، اِلتھوینیا اور

اسٹونیا کی آزاد بالٹک ریاستیں قائم ہوئیں۔اسی طرح یوگوسلاویا کی فیڈریشن بھی ٹوٹ گئی اور بوسنیا ہرزیگووینا، کروائیشیا اور سربیا کی آزاد ریاستیں وجود میں آئیں اور سابق سوویت یونین کی تحلیل کے بعد صرف رشین فیڈریشن باقی رہی۔

جہادِ افغانستان کے نتیجے میں ایک طرف تو اشتراکی نظام پون صدی کے تجربے کے بعد ناکامی سے دوچار ہوا اور دنیا جو دو سپر پاورز کے حلقہ ہائے اثر میں منقسم تھی، اب سوویت یونین کی تحلیل اور اشتراکی نظام کی ناکامی کے بعد یک قطبی ہوگئی۔اب تا حال دنیا میں ایک ہی سپر پاور امریکا ہے، جو دنیا کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چلانا چاہتا ہے، اس میں خواستہ و ناخواستہ یورپی یونین اس کی حلیف ہے۔جب دنیا میں دو سپر پاورز موجود تھیں، تو کسی حد تک تحدید و توازن کا نظام موجود تھا، مگر سوویت یونین کی تحلیل کے بعد امریکا شترِ بے مہار بن گیا، اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل اس کی باندی بن گئیں، اِن دونوں اداروں سے مہر تصدیق ثبت کر کے جس پر چاہا فوج کشی کر دی اور جس کا چاہا ناطقہ بند کر دیا اور مشکیں کس دیں۔

9/11 کے بعد محبت و نفرت اور دوستی و دشمنی کے پیمانے بدل گئے، ماضی کے محبوب اب مبغوض (Hateful) ہوگئے، دوستی دشمنی میں بدل گئی۔امریکا نے افغانستان پر فوجی یلغار کر دی اور طبل جنگ بجاتے ہوئے اُس وقت کے امریکی صدر جارج ہربرٹ بش نے کہا: ''اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ یہ جنگ ہم ہی جیتیں گے''۔

مگر یہ دشمن جسے تر نوالہ سمجھا گیا تھا، وہ لوہے کے چنے ثابت ہوا، دانت گِھس گئے، مگر یہ چنے چبائے نہ گئے۔اس تلخ تجربے کے بعد امریکا اور مغربی مفکرین نے ''صوفی اسلام'' کا پرچم سربلند کرنے، اس کی پذیرائی کرنے اور اسے پروموٹ کرنے کا منصوبہ بنایا۔اس مقصد کے لیے ڈالر، پاؤنڈ اور یورو کی تجوریاں کھول دی گئیں، مغرب و مشرق میں ''صوفی کانفرنسیں'' اور ''سیمینار'' منعقد کیے جانے لگے، آنیاں جانیاں لگ گئیں، حتیٰ کہ چوہدری شجاعت حسین ''صوفی کونسل'' کے سربراہ قرار پائے اور اس وقت کی امریکی سفیرہ

این پیٹرسن نے بعض مساجد اور مزارات کے دورے کیے اور ان کی تزئین و آرائش کے لیے گرانٹ منظور کی۔

انہیں دراصل تصوف سے کوئی غرض نہ تھی، ان کی نظر میں ''صوفی اسلام'' سے مراد ''بے ضرر اور غیر مزاحمتی اسلام'' تھا کہ جب چاہو اور جسے چاہو روند ڈالو، کچل دو، کسی بھی طرف سے ردِ عمل کے طور پر ''چوں'' کی آواز بھی نہ آئے۔ اس پر کچھ ہمارے سادہ لوح دوستوں نے سمجھا کہ اب ''صوفی اسلام'' کے غلبے کا دَور آچکا، صبح نو طلوع ہو چکی اور ماضی قریب قصۂ پارینہ بننے والی ہے۔ یہ خود فریبی اور خوش فہمی تھی، میں نے دوستوں سے کہا: ایسا بھی کوئی ایمان اور اسلام ہے، جسے پروموٹ کرنے کا بیڑا امریکا اٹھائے۔ لیکن عزیمت سے عاری اور حقیقت سے نظریں چرانے والے لوگ دن میں کھلی آنکھوں سے خواب دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں اور ایسی ہی من پسند خوابوں کی دنیا میں رہنا چاہتے ہیں، یا تو انہیں نوشتۂ دیوار اور سامنے کے حقائق کا ادراک نہیں ہوتا اور یا وہ ان کا سامنا کرنے کا حوصلہ اپنے اندر نہیں پاتے۔ اس دوران امریکا اور مغرب کے سفراء، مفکرین یا ان کے صحافیوں سے مکالمہ ہوتا، تو میں انہیں یہ کہتا کہ آپ کی یہ تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی، کیونکہ جس فکری رُجحان (Phenomenon) اور جہادی یا عسکری جنون کا آپ کو سامنا ہے، اس کی تاریخ تین چار دہائیوں پر مشتمل ہے۔ اس کی فکری آبیاری، مالی وسائل اور جدید ترین اسلحہ و حربی ٹیکنالوجی کی فراہمی اور بین الاقوامی روابط کے قیام میں آپ لوگوں کا بڑا حصہ تھا اور آپ کے اشارے پر بعض عرب ممالک نے بھی اپنے خزانوں کے در کھول دیئے تھے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ آنِ واحد میں آپ کمپیوٹر کا بٹن دبائیں اور کوئی دوسری قوت اُن کے مقابل آکھڑی ہو اور آپ فاتح عالم بن کر نکل جائیں۔ یہ وہ جن ہے جسے بوتل سے نکالنے کا منتر تو معلوم ہو جاتا ہے، لیکن واپس بند کرنے کا منتر کسی کو نہیں آتا۔

جب یہ تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی تو پھر امریکا نے طالبان کی صفوں کا ایکسرے کر کے ان میں سے کچھ اچھے طالبان کی تلاش شروع کر دی اور ان سے مکالمے کی تدبیریں

سوچی جانے لگیں، مگر یہ حیلہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ یہ سطور لکھنے کا خیال مجھے اس لیے آیا کہ ایم کیو ایم جو اپنے دعوے کے مطابق سیکولر پارٹی ہے، اس کے قائد جناب الطاف حسین کو اچانک ''صوفیاءِ کرام کانفرنس'' منعقد کرنے کا خیال آیا۔ میں نے ان دوستوں سے کہا: اس سکّے کو تو امریکا آزما کر دیکھ چکا، اس میں کوئی حرارت یا انقلابی ولولہ اب نہیں رہا۔ چند مستثنیات کے سوا تصوف کے آستانے تو کب کے ویران ہو چکے، اب عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں ہیں، اب وہاں ایک جدید قسم کی روحانی جاگیرداری جڑ پکڑ چکی ہے اور اس کے لئے صرف کسی بزرگ سے نسبی اور صُلبی نسبت کا ہونا کافی ہے۔ علم وعمل، تقویٰ وکردار، تزکیہ، شِعارِ طریقت اور معیارِ شریعت، الغرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لیے وہ آستانے جو کبھی علم وعمل اور شریعت وطریقت کا مرکز تھے، اب وہاں عشرتیں ہیں، دادِ عیش ہے، حکومتی مناصب ہیں، اقتدار کے ایوانوں تک رسائی ہے، شاہ ہیں، مخدوم ہیں، شہزادے ہیں، صاحبزادے اور پیرزادے ہیں، جن کے چہرے مُہرے، وضع قطع اور اَطوار سے شریعت وطریقت کی کسی ظاہری علامت کی بھی کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔ اولیاءِ کاملین اپنے مزارات میں آرام فرما ہیں اور ان کی شریعت وطریقت کی میراث کی مارکیٹنگ کسی اہلیت ومعیار کے بغیر اپنی دنیا سنوارنے کے لیے کی جارہی ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ ان غیر متدین اور غیر مُتَشَرِّع سجادگان کی مارکیٹنگ کے لئے ایسے واعظ اور خطباء پیدا ہو گئے، جو معمولی نذرانوں کے عوض یہ خدمات بجالا رہے ہیں، انہیں عوام کی نفسیات سے بھی کھیلنا آتا ہے اور ان کی سادہ لوحی اور عقیدت کو بھی کیش کرنا خوب آتا ہے۔ امریکا کی ہارورڈ یونیورسٹی، ییل یونیورسٹی، برطانیہ کی آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی کے مارکیٹنگ گریجویٹ بھی ملٹی نیشنل کارپوریشنز کے لیے شاید ایسی مارکیٹنگ نہ کرپائیں، جو ہمارے ہاں کے واعظ اور خطباء ان نااہل سجادگان کے لیے کرتے ہیں۔ وہ بھی دین کے نام پر دنیا کماتے ہیں اور ان کی بھی دین کے نام پر دنیا سنور جاتی ہے۔ اب کلاشنکوف کی گولی، راکٹ، بمب اور خودکش حملوں کا جواب مزارات پر قوالی کی

محفلوں، رقص و دھمال اور حقیقت سے عاری "وجد" اور "تواجد" سے نہیں دیا جا سکتا۔

تصوف تو دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان و ایقان اور صفاتِ الٰہی کا مظہر بننے کا نام ہے، جس کی بنا پر صاحبِ ایمان باطل کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے اور باطل سے سمجھوتہ نہیں کرتا۔ علامہ اقبال نے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
اُس کے نفسِ گرم سے ہے، گرمیِ اَحرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

مُلوکیت کا دَور ہے اور صوفیاء کا امام استقامت کے ساتھ میدان میں کھڑا نظر آتا ہے۔ علامہ اقبال کے بقول وہ حریت کا پاسبان اور سرمایۂ ملت کا نگہبان ہے، اس کی گردن اللہ کے سوا کسی جابر سلطان کے سامنے نہیں جھکتی۔ یہی صورتِ حال غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر الجیلانی نور اللہ مرقدہ کی ہے۔ خلیفہ ابوالمظفر المستنجد باللہ سونے اور چاندی کی تھیلیاں بھر کر نذرانہ پیش کرنے آتا ہے، آپ وہ تھیلیاں ہاتھوں میں دباتے ہیں تو ان سے خون ٹپکنے لگتا ہے، آپ نے فرمایا: "اے ابوالمظفر! تمہیں اللہ سے حیا نہیں آتی کہ لوگوں کا خون چوستے ہو اور مجھے اس کے نذرانے پیش کرتے ہو، خدا کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ کے تعلق کا پاس نہ ہوتا، تو یہ خون بہتا ہوا خلیفہ کے محل تک جا پہنچتا"۔ وقت کے جابر سلاطین کے لیے آپ کی دعا یہ ہوتی تھی: "اے اللہ! یا تو انہیں ہدایت عطا فرما اور یا ان کی شوکت کو توڑ دے"۔

مطبوعہ: 21، مارچ 2014ء